مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32 040 2300 6121

جلسہ تقسیم اسناد 2012
CONVOCATION

خطبۂ جلسہ تقسیم اسناد

از

جناب کپل سبل

عزت مآب وزیر برائے فروغ انسانی وسائل
حکومت ہند

3 مارچ 2012ء
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
حیدرآباد

خطبۂ جلسہ تقسیم اسناد

از

جناب کپل سبل

عزت مآب وزیر برائے فروغ انسانی وسائل

حکومت ہند

3 مارچ 2012ء

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد

رئیس الجامعہ ڈاکٹر سیدہ سیدین حمید

شیخ الجامعہ پروفیسر محمد میاں

معزز اراکین مجلس انتظامی، مجلس تعلیمی

معزز مہمانان

ممتاز اساتذہ صاحبان

اور جامعہ کے طلبا!

آپ کے درمیان حاضر ہو کر مجھے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ آج جب میں آپ کے سامنے تقریر کے لیے کھڑا ہوں تو میں ان ایام کے بارے میں سوچ رہا ہوں جب حکومت کی ایک خصوصی پہل کے ذریعے 1998ء میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا اور اسی وقت سے میرا مشاہدہ ہے کہ یونیورسٹی نے حجم اور دائرہ کار کے لحاظ سے زبردست ترقی کی ہے۔ تیرہ برس پہلے آپ نے جتنے طلبہ کو داخلہ دیا تھا اس سے کہیں بڑھ کر طلبا آج اس یونیورسٹی میں داخلہ لے رہے ہیں۔ آپ کی جامعہ دیگر مرکزی جامعات سے ان معنوں میں جداگانہ حیثیت کی حامل ہے کہ اس کی خصوصی توجہ کا مرکز اردو زبان کے ذریعے تعلیم کی فراہمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے بہت سے لوگوں کے لیے یہ ایک آزمائش میں ڈالنے والا زبردست کام ہے جنھوں نے زبان کے ذریعہ مخصوص تدریس کے طرز کو اپناتے ہوئے پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ کورسیز میں اعلیٰ تعلیم کی توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ دیگر لسانی جامعات کی طرح یہ جامعہ واقعتاً نہ صرف ہندوستان بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی منفرد حیثیت کی حامل ہے اس لیے کہ یہ جامعہ ایک جانب طلبہ کو اردو ذریعہ تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور دوسری جانب انہیں انگریزی ذریعہ تعلیم سے فارغ التحصیل طلبا کے شانہ بہ شانہ متوازی مقام پر متمکن کرنے کی سعی بھی کرتی ہے۔ اس طرح یہ دوہرا افادہ ہے۔ یونیورسٹی اردو میں وسیع تر موضوعات اور نظریاتی طریقہ کار کے ذریعہ ایک سرگرم تحقیقی کلچر کے فروغ کے لیے درکار ماحول فراہم کرنے کی پابند ہے تا کہ اس خوبصورت

زبان کی تفہیم میں وسعت اور گہرائی پیدا ہو۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ جامعہ جو کبھی نوزائیدہ پرندے کی طرح اُڑنے کے لیے پر تول رہی تھی' اب اس نے اڑان بھر لی ہے اور تعلیمی اعتبار سے دوسری مرکزی جامعات کی صف میں کھڑی ہو چکی ہے۔ میں نے حالیہ عرصہ میں اس جامعہ کی جانب سے منعقد کردہ دو بین الاقوامی کانفرنسوں کے بارے میں سنا ہے۔ ان کانفرنسوں نے دنیا بھر کے ایک درجن سے زائد باوقار بین الاقوامی جامعات کے محققین کو شرکت کے لیے اپنی طرف راغب کیا۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ ان کانفرنسوں کے ذریعے اس جامعہ کو بین الاقوامی شہ نشیں پر پہنچانے کے لیے اردو زبان کا نہایت موثر طریقے سے استعمال کیا گیا ہے تو یہ چیز میرے دل کو گرماتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ادارہ روز افزوں قوی سے قوی تر ہو تا کہ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ کی فرض شناسی اور مہارتوں سے ملک فائدہ اٹھا سکے۔

سب سے پہلے مجھے ان سبھی طلبہ کو مبارک باد دینے کی اجازت دیجیے جو آج اپنے کورس کی تکمیل کر رہے ہیں۔ میں انھیں خصوصی طور پر مبارک باد دیتا ہوں جو تمغے اور انعامات حاصل کر رہے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ آپ کی زندگی میں خوشی اور اطمینان کا ایک عظیم لمحہ ہے۔ آج کے اس پر وقار موقع پر جو آپ کے کیریر کا ایک اہم سنگ میل ہے، میں آپ کی کامیابیوں پر آپ سب کو اور آپ کے خاندانوں کے لیے دل کی گہرائیوں سے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ کی آج کی یہ کامیابی آپ کے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے برسہابرس کے صبر و تحمل، تعاون، شفقت اور آپ کے اساتذہ کا آپ کے لیے وقف ہو جانے کا اظہار اور ان کی فرض شناسی کا نتیجہ ہے۔ کسی تعلیمی ادارہ کی تقویم (Calendar) میں جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) کا دن ایک اہم موقع ہوتا ہے۔ اس دن تعلیمی ادارہ اپنے کئے گئے وعدوں کی تکمیل کرتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جن کی اس ادارہ نے اپنے احاطے میں برسوں تربیت کی ہے اور ان کی شخصیت کو نکھارا ہے، اب وہ ایک نئی دنیا میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان برسوں میں جامعہ کی اساتذہ برادری اور گریجویٹ ایک مضبوط بندھن میں بندھ جاتے ہیں جو تعلیم اور اسناد کے دائرہ سے نکل کر زندگی بھر کے دائمی جذباتی تعلق پیدا کرنے کے لیے بسیط ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ ہم سب واقف ہیں کہ گذشتہ دو برس عالمی معیشت کے لیے پر آشوب رہے ہیں۔ درحقیقت بعض مضبوط ترین معیشتوں کو زبردست جھٹکا لگا ہے۔ اگرچہ کئی ملکوں کی حکومتوں نے نہایت سرعت کے ساتھ مثبت ردعمل کا اظہار کیا۔ معیشت کے اس بحران سے باہر نکلنے کا راستہ طویل اور مشکل ہے۔ ہندوستان اس جھٹکے سے مبرا نہیں ہے۔ یہ بات قابل تعریف ہے کہ ہمارے ملک نے پیداوار کی اعلیٰ شرح ترقی کو برقرار رکھتے ہوئے تلافی مافات کا قابل لحاظ حد تک اچھا مظاہرہ کیا ہے اور کئی شعبے اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان جھٹکوں کے باوجود ہندوستان کی فطری صلاحیتوں نے علمی معاشرہ کی تشکیل اور عالمی معیشت کی تعمیر میں بڑا حصہ ادا کیا ہے۔

ہندوستان کی اعلیٰ تعلیم کے لیے میرا خواب عالم گیر تعلیم کا خواب ہے۔ خاص طور پر بیرونی تعلیمی اداروں کی شرکت کے ذریعے ہندوستان کی اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی بنانے کا میں نے عہد کیا ہے۔ سارے ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم تک رسائی میں اس سے بہت زیادہ مدد ملے گی اور عالمی شراکت داری کے لیے ہندوستان کے دروازے کھل جائیں گے۔ ہم ایسی کئی چنوتیوں سے نبرد آزما ہیں جو عالمی برادری کو تکلیف میں مبتلا کرتی ہیں اور جن کا حل ہمیں تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف تعلیم کے ذریعے لوگوں کو بااختیار بنا کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ اکیسویں صدی کے چیلنجوں کا ہم کسی اور طریقے سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تعلیم سخت مسابقت کے ماحول میں گہرے اشتراک کا عمل ہے۔ ماحول کو مسابقتی ہونا چاہیے لیکن یہ سارا عمل مشترکہ ہونا چاہیے اور اس جذبے کے ساتھ ہم ہندوستان میں تعلیم کو فروغ دیتے ہیں۔ میں اس موقع پر یہ کہنے کے لیے آپ تک حاضر ہوا کہ یہ وقت ہے کہ آپ اور ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں تاکہ آنے والے کل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرسکیں۔

آج میں خاص طور پر چاق و چوبند اور مفید (Smart and Useful) تعلیم کو فروغ دینے کی ضرورت، عالم گیر شراکت داری اور عالمیانا، فنی اور انتظامیہ کی تعلیم، نورتن جامعات، خانگی شعبے کی ساجھے داری، اصلاح اور تحقیق کے کلچر، قومی علمی کارکردگی کے مراکز اور بارہویں پنج سالہ منصوبے میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کی حکمت عملی کے بارے میں اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

فائدہ بخش اور کارآمد تعلیم (Smart and Useful Education)

میں فائدہ بخش اور کارآمد تعلیم میں یقین رکھتا ہوں۔ جامعہ کے تعلیمی نظام میں حرکت پذیری (Mobility) کا موقع ہونا چاہیے تاکہ طلبہ اور ان کی ضروریات، فنون (Arts) اور تجارتی کاروبار کے علم یعنی کامرس (Commerce) کو موجودہ ڈگری کی تحدیدات سے اوپر اٹھایا جائے، جو ان طلبہ کو ان کے اداروں میں دستیاب کورسیز کی حد تک ہی محدود رکھتی ہیں۔ ملک میں وقوع پذیر مواصلات کے انقلاب کی قوت سے استفادہ کرنا چاہیے تاکہ ایک جامعہ کا کوئی طالب علم کسی دوسری جامعہ کے اپنے پسندیدہ کورس تک رسائی حاصل کر کے اس کا مطالعہ کر سکے۔ مجھے اس بات پر اکثر حیرت ہوتی ہے کہ فطرت میں ہر چیز ایک دوسرے سے مربوط ہے لیکن علمی حلقوں میں بین شعبہ جاتی (Interdisciplinary) مسئلے پر ابھی بھی بحث جاری ہے۔ ہمیں اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بین شعبہ جاتی مطالعہ اور تحقیق سے تخلیقیت پیدا ہوتی ہے۔

اعلیٰ تعلیم کو ہمارے معاشرہ کی موجودہ اور مستقبل کی ضروریات کے مطابق بنانے کے لیے منصوبہ بندی اور ترقی کی حکمت عملیوں کی ضرورت ہے۔ نفس مضمون سے متعلق بعض ایسے موضوعات ہیں جن پر بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال کی ضرورت ہے جیسے: رسائی (Access)، معدلت (Equity)، مشغولیت (Engagement) اور ماحصل (Outcome)، مواد اور معیار (Content and quality)، تحقیق و اختراع (Research and Innovation)، اساتذہ کی ذہنی نشوونما (Faculty Development) اور وسائل کا بین جامعاتی اشتراک (Inter University Resource Sharing) اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی بنانا (Internationalisation of Higher Education) اور اس کی فراہمی کے متبادل طریقے (Alternative Modes of Delivery) مالیاتی امور کے انصرام کے خاکے (Models of Financing) اور بہتر حکمرانی (Good Governance)

سال گذشتہ کامرس کے کورسز میں داخلہ کے لیے نشانات کا اقل ترین فیصد 100 تھا جس کی

وجہ سے علوم بشری (Humanities) اور سائنس کے طلبہ کو داخلہ نہیں مل سکا۔ اس محرومی نے گذشتہ سال پورے ملک میں غیض وغضب کا ماحول پیدا کردیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض Stream کے طلبہ کسی دوسرے کورسیز میں داخلہ حاصل نہیں کرسکے۔ نتیجتاً سائنس کے طلبہ جنھوں نے طبیعات، کیمیاء اور انگریزی مضامین کی تعلیم حاصل کی تھی، ان کے لیے یہ قطعی ناممکن ہے کہ وہ بعض دوسرے کورسیز میں داخلہ حاصل کریں۔ بشری علوم کے طلبہ کی سائنس اور کامرس کے گریجویٹ کورسوں میں داخلوں کا کوئی موقع حاصل نہیں ہے۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے' یہ فائدہ بخش تعلیم نہیں ہے۔

میں کالج میں داخلے کے طریق کار میں اصلاحات کرنا چاہتا ہوں۔ وزارت فروغ انسانی وسائل' اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں کالج کی سطح کے تیسرے مرحلے میں داخلے کے لیے قومی سطح کے آزمائشی امتحانی نظام کو لاگو کرنے کے سلسلے میں پہلے ہی سے رائے عامہ کا ردعمل طلب کرچکی ہے۔ ایک کمیٹی نے مقالہ بعنوان ہندوستان'' کے کالجوں کے تیسرے مرحلے کے داخلوں کے لیے قومی آزمائشی امتحان: فلسفہ اور قوانین کی اساس پر مبنی اصول'' تیار کیا ہے جو ایک وسیع عمومی جائزہ پیش کرتا ہے اور مجوزہ طریق کار کا تعین کرتا ہے۔ وزارت فروغ انسانی وسائل نے اس مقالے کو عوام کے ملاحظہ کے لیے پیش کردیا ہے تاکہ اس کے بارے میں ردعمل معلوم کیا جاسکے۔ کمیٹی نے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ قومی آزمائشی امتحان کی مدد سے، اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں داخلہ حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد جو چھوٹے چھوٹے قصبات اور دور دراز علاقوں میں رہتی ہے اور معاشی طور پر معاشرہ کے کمزور طبقات سے وابستہ ہے اور جو موجودہ دور کے مسابقتی نظام میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہے' اس سے استفادہ حاصل کرسکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ تعلیمی نظام، معاشرہ کے طور طریق میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی بجائے غیر ارادی طور پر تفریق وامتیاز کو فروغ دے رہا ہے۔

بین الاقوامی بنانا اور عالمی ساجھے داری

(Internationalisation and Global Partnership Enterprise)

اعلیٰ تعلیم چونکہ اب عالمی پیمانے پر ایک روز افزوں ہے۔ ہندوستانی تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ

وہ تعلیمی آفاقیت یعنی تعلیم کی بین الاقوامی اقدار کو گلے لگائیں۔اس کی وجہ سے ان اداروں کو اور ملک کو اپنے تعلیمی نظام کے معیار کو فروغ دینے اور بین الاقوامی صلاحیتوں اور مہارتوں کے حامل گریجویٹ طلبا کو تیار کرنے کے نئے مواقع دستیاب ہوں گے۔اعلیٰ تعلیم کے میدان میں تاریخی وجوہات کی بناء پر حاصل کردہ فوائد (خاص طور پر بازار کی ابھرتی ہوئی معیشتوں کے درمیان' انگریزی زبان کے وسیع استعمال اور ارزاں طرز زندگی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندوستان ایک اہم مرکز بن گیا ہے۔تعلیم مہیا کرنے والے غیر ملکی اداروں کے ساتھ ساجھے داری، اس ملک کی ہیئت کی مکمل تبدیلی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

اسٹان فرڈ، ہارورڈ، مساچیوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (M.I.T) جیسی غیر ملکی جامعات اور عوامی کلیات (Community Colleges) کی سرگرمیوں کو ہندوستان میں فروغ دینے میں مجھے دلچسپی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ یہ ادارے ہندوستان آئیں اور راور دوطرفہ انتظامات کے ساتھ مشترک ڈگری اور ڈپلوما کورسیز کی تعلیم کے لیے ہندوستان میں اپنے شراکت دار تلاش کریں۔ہمیں طلبہ کے داخلوں کے مجموعی اندراجات میں 30 فیصد اضافہ (یعنی کالج جانے والے طلبہ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے تناسب میں اضافہ) کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لیے اعلیٰ میں داخلے میں تین گنا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔یعنی 2010ء میں مندرج طلبہ کی تعداد 14 ملین سے بڑھا کر 2020ء تک 40 ملین تک لے جانے کی ضرورت ہے۔موجودہ کام کی رفتار کو دیکھتے ہوئے یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔کسی جامعہ کو مناسب بنیادی سہولتوں کے ساتھ قائم کرنے کے لیے دو برس کا عرصہ لگ سکتا ہے لیکن کالج جانے والے طلبہ کی بے تحاشہ اضافہ شدہ تعداد کے لیے ضروری بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لیے ہمیں منصوبہ بندی، تعمیری مشغولیت اور بنیادی سہولتوں کی اعانت کی رفتار یقیناً تیز کرنی ہوگی۔قومی علمی کمیشن (National Knowledge Commission) نے علمی معاشرہ کے لیے تیار کی گئی اپنی رپورٹ بابت 9-2008 میں مزید کئی جامعات کے قیام کے بارے میں گفتگو کی ہے۔اعلیٰ تعلیم کے نظام کی عظیم توسیع کے ذریعے 2015ء تک سارے ملک میں تقریباً 1500 جامعات قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ طلبہ کی تعداد میں کم از کم 15 فیصد اضافہ حاصل کیا جاسکے۔نئی جامعات پر توجہ مرکوز ہونی چاہیے اور ایسے ملحقہ کالجوں کے گروہوں پر بھی توجہ دینی چاہیے جو مستقبل میں جامعہ کا درجہ حاصل کرسکتے

ہیں۔اس کے لیے قوانین وضوابط میں بڑی تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے۔لوگوں کو خدشہ ہے کہ آیا غیر ملکی جامعات ہندوستان کی ضروریات اور ثقافت کے بارے میں حساس رہیں گی یا نہیں۔میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جو ہمارے بچوں کو نقصان پہنچائے۔غیر ملکی تعلیمی ادارے چند شرائط کے ساتھ ہندوستان آئیں گے ایسا نہ ہونے کی صورت میں ہم انہیں ہندوستان آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔بنیادی طور پر ہندوستان میں طلبہ کی کثیر تعداد غیر ملکی جامعات کو ہندوستانی جامعات سے اشتراک کے لیے راغب کر رہی ہے۔ہمیں چاہیے کہ اس عمل سے استفادہ حاصل کریں۔

آج کی موجودہ دنیا میں اعلیٰ تعلیم کے میدان سے ہٹ کر بھی نئی ساجھے داریوں کی ضرورت ہے۔گنبد عاج (Ivory tower) یعنی دنیا سے الگ تھلک گوشۂ عافیت میں رہ کر اوپر سے عملی کارروائیاں کرنے کا تصور نہایت شدت سے ناقابل قبول ہوتا جا رہا ہے۔اعلیٰ تعلیم کے میدان میں درپیش چیلنجز کو سمجھنے کے لیے تاجرین اور عوامی شراکت داروں کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور اسی طرح ادارہ کو چاہیے کہ وہ اس بات کا ادراک کرے کہ آجرین اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے جامعات کے فارغین سے کیا چاہتے ہیں؟ تاکہ وہ انھیں اس طرح تیار کریں کہ وہ کسی صنعتی ادارہ میں کام کرنے کے عملے کے لیے کارآمد بن سکیں۔ایسے مشکل وقتوں میں اعلیٰ تعلیم میں کی گئی سرمایہ کاری، معیشت کے لیے طویل مدتی فائدے دے گی لیکن معاشرہ کو چاہیے کہ وہ اس کو سمجھے اور اس پر اعتماد کرے۔اسی لیے میں کہتا ہوں کہ طلبہ کے لیے خدمات کی فراہمی میں معیار، جواب دہی اور لچک بڑے دیرپا اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔

فنی اور انتظامی تعلیم (Technical and Management Education)

میں فنی تعلیم کے طلباء کی نشستوں میں 50 فیصد کی حد تک پہلے ہی اضافہ کر چکا ہوں۔لیکن انتظامیہ تعلیم کو چاہیے کہ وہ عام آدمی کو درپیش مسائل کا حل مہیا کرے۔کیا ہم انتظامیہ کے تعلیمی نظام کے ذہنی رویے (Mindset) میں تبدیلی لا سکتے ہیں؟ اور ایسے حل تلاش کر سکتے ہیں جو حقیقتاً گلیوں میں رہنے والے عام آدمی کو متاثر کرتے ہیں، جب تک ہم اس سمت میں آگے نہیں بڑھیں گے تب تک وہ دولت پیدا نہیں ہو سکے گی جس کو قوم کی بھلائی کے کاموں کے لیے پیدا کرنے کی ہم توقع کرتے ہیں۔تاہم

انتظامی تعلیم کے ہمارے ادارے فی الوقت اپنے طلبہ کے لیے بڑی کمپنیوں میں موٹی موٹی تنخواہوں پر تقررات کروانے پر اپنی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں ۔ یہاں تک کہ کم عمر لڑکے جو انتظامی درس گاہوں میں شریک ہوتے ہیں وہ اپنی ایک سالہ / دو سالہ انتظامیہ کورسیز کے اختتام پر کسی نہ کسی منافع بخش تجارتی ادارہ میں ملازمت حاصل کرتے ہیں ۔میرا خیال ہے کہ انتظامی تعلیم کی طرف رخ کرنے کا یہ طریقہ غلط ہے کیوں کہ بڑی تنخواہیں پانے کے علاوہ بھی اور بہت کچھ ہے ۔ملک میں بڑے مسائل ہیں اور سماج کے ان مسائل کے معاشرتی اور معاشی انتظام و انصرام کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے ۔میں نہیں سمجھتا کہ ہندوستان میں کوئی ایسا کورس ہے یا ایسے کورسیز پڑھائے جاتے ہوں گے جو تعلیم کو انتظامی مسئلے کی حیثیت سے دیکھتے ہوں ۔ہمیں غریبی کے انتظام و انصرام کے مسائل پر غور کرنے کی ضرورت ہے ۔پسماندہ علاقوں میں یعنی گندی بستیوں یا جھونپڑ پٹیوں میں رہائش پذیر لوگوں کے بارے میں کوئی تحقیقاتی مطالعہ نہیں کیا گیا ہے ۔اس کے علاوہ دیگر مسائل بھی ہیں جیسے مدرسوں میں ہزاروں اساتذہ کے انتظام و انصرام کے مسائل ہیں اور ان مدارس میں اساتذہ کے تقررات کا مسئلہ ہے اور مدرسے کا نظم و نسق کا مسئلہ ہے ۔

نورتن جامعات (Navaratna Universities)

میں شدت سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہندوستان کو کم از کم چند اونچے معیار کی جامعات کی خواہش رکھنا چاہیے ۔ایسی جامعات کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت لاحق ہوگی اور زیادہ خود مختاری کی بھی ۔ میں انہیں یہ دینے کے لیے تیار ہوں ۔اس مقصد کو جلد از جلد حاصل کرنے کے لیے ملک کو دو محاذوں پر کام کرنا چاہیے اس کو اونچے معیار کی چند جامعات کا قیام عمل میں لانا چاہیے اور ان میں سے چند اچھی جامعات کو اونچا درجہ اور ترقی دینی چاہیے ۔بعض جامعات کے اندر ہی ان کی موجودہ خوبیوں کو ترقی دے کر افضلیت (Excellence) اور اختصاص (Specialization) کے اعلیٰ مراکز قائم کرنا چاہیے ۔افضلیت حاصل کرنے کے اہم حصے کے طور پر ساری دنیا سے اعلیٰ معیار کے اساتذہ کو راغب کرنے کی ادارہ کی صلاحیت اور ان کی خدمات جاری رکھنے کا کام بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔اس کے لیے نہ صرف انہیں مسابقتی بنیاد پر تنخواہ دی جانی چاہیے بلکہ چیلنج سے بھر پور کام کرنے اور غیر معمولی لچکدار ماحول کی فراہمی کو یقینی

بنانا بھی ضروری ہے۔ مختلف پلیٹ فارموں سے اسی مخصوص مقصد کو پیش نظر رکھ کر میں نے جن مجوزہ نورتن جامعات کے بارے میں گفتگو اور اس عنوان کے تحت جن جامعات کی نشاندہی کی ہے وہ مخصوص سہولتوں سے مستفید ہوں گی جس میں غیر کارکرد اساتذہ کو سزا دینے کا اختیار بھی شامل رہے گا۔ ان جامعات کے مثالی معیارات پر کاربند رہنے کی طمانیت کے لیے ان کے خصوصی موقف کا ہر پانچ برسوں میں ایک مرتبہ حکومت کی جانب سے اور قانوناً تشکیل دیے گئے اداروں کی جانب سے جیسے ہندوستان کے صدر محاسب وتنقیح ساز عمومی (Comptroller and Auditor General of India) کے دفتر کے لوگوں کی طرف سے جائزہ لیا جائے گا۔ حکومت کے تیار کردہ ابتدائی مسودہ کے مطابق ان نورتن جامعات کا انتخاب یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی مالی اعانت سے مستفید ہونے والی جامعات میں سے ان کی افضلیت کی جانچ کی کڑے معیارات کا تعین کرنے کے بعد کیا جائے گا۔

اس معیار کا راست تعلق اداروں کی درجہ بندی کا تعین کرنے والی ایجنسیوں کا عطا کردہ درجہ، معیار تعلیم، پروگرام اور کورسیز، تحقیق کے میدان میں امتیاز حاصل کرنے سے ہے۔ اگرچیکہ جن اداروں کو نورتن جامعات کا درجہ دیا جانا ہے ان کی تعداد کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ان کا دوبارہ انتخاب کیا جائے گا اور ان کا ہر پانچ برسوں میں ایک مرتبہ جائزہ لیا جائے گا۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن سے مالی اعانت حاصل کرنے والی جامعات کی ایک وسیع فہرست میں سے چند جامعات کو منتخب کیا جائے گا۔ مرکزی وزارت فروغ انسانی وسائل نے نامزد افراد کا ایک پینل تشکیل دیا ہے جو ان جامعات کے انتخاب کے طریق کار طے کرے گا۔ ایسی جامعات کے انتخاب کے وقت ان کے پاس دستیاب بنیادی سہولتوں، محفوظ مالیہ (Corpus Funds)، طلبہ کے سوانحی خاکے، دیگر ہم رتبہ اداروں کی نظر میں اس جامعہ کی وقعت پر بھی غور کیا جائے گا۔ نورتن PSUs کی طرح ان جامعات کو بھی خودمختاری حاصل رہے گی تاکہ وہ عالمی بازار میں مسابقت کریں اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستانی طلبہ کو دوسرے ممالک میں منتقل ہونے سے روکیں۔

میں نے اس نمونے کو مغربی ممالک میں بہتر انداز سے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ متحدہ ممالک امریکہ (USA) میں آئی وی لیگ (Ivy League) کے آٹھ ادارے ہیں (براؤن یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی، کورنیل یونیورسٹی، ڈارمتھ کالج، ہارورڈ یونیورسٹی، پرنسٹن یونیورسٹی، یونیورسٹی آف پنسلوانیہ

اور ایل یونیورسٹی) ۔جرمنی اور آسٹریلیا نے بھی اپنے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں کی علاحدہ درجہ بندی کی ہے۔ جرمنی میں افضلیت کی نو جامعات ہیں جب کہ آسٹریلیا میں آٹھ جامعات اعلیٰ درجے کی ہیں۔ہم ہندوستان کی ان منتخبہ جامعات کو فراخدلانہ مالی اعانت کے ذریعے کنٹرول فروغ دینا چاہتے ہیں۔ان جامعات کو بیرونی ذرائع سے مالی امداد کے حصول کی آزادی اور خودمختاری حاصل رہے گی تاکہ انہیں حکومت کے قابو کی بندشوں سے چھٹکارا دلایا جاسکے۔

خانگی شعبے کی ساجھے داری (Private Sector Partnership)

جب میں نے فروغ انسانی وسائل کے وزیر کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی تو ہندوستان کے تعلیمی نظام کی پیچیدگیوں کو دور کر کے اسے اونچے مقام پر لا کر ترقی دینے کا معاملہ میرے ذہن کی اولین ترجیح تھا۔میں خوش ہوں کہ ہم اس سمت میں پیش قدمی کر رہے ہیں۔ساری قوم کو چاہیے کہ وہ متحد ہو کر ہندوستان کے تعلیمی نظام کے معیار اور مقدار کو ترقی دینے کے لیے کام کرے اور ملک کو بااختیار بنائے۔

جیسا کہ ہم سب واقف ہیں کہ ہندوستان کی اعلیٰ تعلیم کا شعبہ زبردست تبدیلی اور فروغ کے مرحلے میں ہے۔اس ملک کی آبادی کے اعداد و شمار نے نوجوانوں کی ایسی تعداد بتلائی ہے کہ جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ہندوستان کے لیے اپنے نوجوانوں کی کثیر آبادی کو تعلیم مہیا کرنا اور انہیں روزگار فراہم کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔محض اس مسئلے کی وسعت نے تعلیم کو قومی مباحث کا موضوع بنا دیا ہے۔ایسی صورت حال میں خانگی شعبے کے لیے ایک اہم کردار ادا کرنے کے بہت بڑے مواقع موجود ہیں۔اعلیٰ تعلیم کا خانگی شعبۂ پیشہ ورانہ تعلیم کے 80 فیصد اور کل اعلیٰ تعلیم کے ایک تہائی حصے کا احاطہ کرتا ہے۔طب اور انجینئرنگ کے اعلیٰ تعلیم کے شعبہ جات میں ہمارے ملک میں کئی خانگی تربیتی ادارے موجود ہیں لیکن ان میں سے اکثر معیار کے معاملے میں باشعور نہیں ہیں۔تعلیم کے میدان میں خانگی شعبے کا فروغ غیر متناسب ہوا ہے۔کبھی کبھی ناجائز طریقے اپنانے کی وجہ سے یہ تباہ ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے 44 جامعات نے اپنا متصورہ مؤقف (Deemed Status) کھو دیا ہے جس کی وجہ سے اب ایک لاکھ سے زیادہ طلبہ کا مستقبل جوکھم میں پڑ گیا ہے۔قومی علمی کمیشن اور پروفیسر یش پال کی رہنمائی میں قائم کردہ کمیٹی

جسے اعلیٰ تعلیم کے معیار کی بحالی اور اس میں نئی جان ڈالنے کے لیے قائم کیا گیا تھا' نے یہ سفارش کی ہے کہ متصورہ جامعات (Deemed Univeristies) کے نظام کو ختم کر دینے کی ضرورت ہے۔ صرف دو یا تین کمروں سے اپنا کام چلانے والی متصورہ جامعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کئی لوگ ایسی جامعات کو مشکوک مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً 220 ملین طلبہ مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جن میں سے صرف 13 ملین طلبہ ہی کالج تک پہنچتے ہیں۔ چونکہ ہمارے کالج جانے والے طلبہ معیاری بنیادی قابلیت کے حامل نہیں ہوتے اس لیے قابل فہم علمی سرمایہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ ابتدائی مدارس میں شریک ہوں اور وہاں سے فارغ ہو کر معیاری طلبہ کی بڑی تعداد کالجوں میں داخلہ حاصل کرے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اس سمت میں ہم پیش قدمی کر رہے ہیں اور ہم توقع کرتے ہیں کہ موجودہ 13 تا 14 ملین طلبہ کی تعداد بڑھ کر 2020ء تک 45 ملین ہو جائے گی۔ یہاں پر ہمیں خانگی ساجھے داروں کی مدد کی ضرورت ہے۔ شہری معاشرہ (Civil Society)' رضا کار تنظیمیں (NGO's) خانگی ساجھے داری اور اسی نوعیت کی دوسری تنظیموں کو ایک ساتھ مل کر ہندوستان کو با اختیار بنانے کے لیے آگے آنا چاہئے۔

اصلاحات اور تحقیق کے کلچر کو فروغ دینا Cultivating Reforms and Research Culture

تدریسی معیارات کو ترقی دینے کے لیے اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں اصلاحات' طلبہ اور تعلیمی مواد پر بمشکل توجہ دیتی ہیں۔ نصاب تعلیم کے خاکے میں لچک' نرم خوئی' اختراعی تدریسی مشاغل اور طلبہ کی خیر خواہانہ جانچ (Student Friendly Assessment) جیسے مسائل پر شاید ہی بحث کی جاتی ہے حالانکہ یہ مرکزی اہمیت کے حامل مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ دو اہم مسائل ہیں جو ہندوستان کے اعلیٰ تعلیم کے نظام میں موجود نہیں ہیں۔ یہ تحقیق پر مبنی تعلیم ہے جو تنقیدی فکر کے فروغ کے لیے خاص طور پر بہتر ہے۔ دستی عمل پر مبنی پیشہ ورانہ تعلیم (Hands on vocational education) طلبہ کو ان عملی مہارتوں کے حصول میں مدد دے سکتی ہے جو مخصوص پیشوں کے لیے لازمی ہیں۔ اس کا انحصار اس

بات پر ہے کہ ہم کس قسم کے طلبہ اپنے تعلیمی اداروں میں تیار کرنا چاہتے ہیں۔ تعلیمی معیار کے فروغ کے لیے ہمیں نصاب تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لیے ہمیں موزوں تربیت یافتہ اساتذہ کی ضرورت ہے۔ تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لیے لوگوں کی ذہنی ساخت (Mindsets) کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ آن لائن تعلیم کو وسیع پیمانے پر بڑھاوا دینے کی ضرورت ہے جس کے لیے ملک کو زیادہ Broadbands کی ضرورت ہے اور اس کے لیے فطری طور پر کثیر سرمایہ کاری ضروری ہے۔ ایک دفعہ یہ کام ہو جائے تو کوئی بھی ہندوستان میں کسی بھی کورس میں شریک ہو سکتا ہے اور جسے چاہے اپنا استاد منتخب کر سکتا ہے اگر چیکہ وہ کسی دوسرے شہر ہی میں کیوں نہ رہتا ہو۔ اس مسئلے سے نبٹنے کے لیے روایتی تعلیم کی نوعیت کو بدل کر اس کی جگہ پر قومی پیشہ ورانہ نظام کی پالیسی فریم ورک (National Vocational Policy Framework) کو اختیار کرنا چاہیے۔ مرکزی مجلس برائے ثانوی تعلیم (Central Board of Secondary Education) جماعت ہشتم سے بارھویں جماعت کے طلبہ کو پیشہ ورانہ کورسیز کی تعلیم دے گی اور انہیں پیشہ ورانہ امتحان میں کامیابی کی سند عطا کرے گی۔

ہندوستان کو چاہیے کہ وہ اپنی جامعات کی ماضی کی تحقیقی روایات کا احیاء کرے تاکہ علم کی تخلیق کو تعلیم سے مربوط کیا جائے جو قوم کی معاشرتی اور معاشی ترقی کے لیے لازمی ہے۔ سارے تعلیمی اداروں کو تحقیق کا ذمہ لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن عالمی معیار کی بین موضوعاتی تحقیق کا کام کرنے والی جامعات کے لیے تنقیدی فکر کی تدریس کو تقویت پہنچانے کے لیے ایسا تعلیمی مواد تیار کرنے کی ضرورت ہے جو ہندوستان سے متعلق اور مفید ہو۔ جامعات پر مبنی تحقیق کے لیے زیادہ مالی اعانت اور ایسی مالیاتی پالیسیوں کی تدوین کی ضرورت ہے جو معیاری تحقیق کے لیے صحیح ترغیبات پیش کر سکیں اور جامعات کے مابین تعاون واشتراک کو فروغ دے سکیں۔

قومی علمی کارکردگی کے مراکز کو فروغ دینا (Developing National Knowledge Function Hubs)

ہمارے ملک میں صنعتوں اور علمی اداروں کے مابین کوئی مناسب اشتراک نہیں ہے جو

معیاری طلبا کے تیار نہ ہونے کی ایک اہم وجہ ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں اور تجارتی کمپنیوں کے مابین قومی علمی کارکردگی کے مراکز کے قیام کے ذریعے سے بامعنی اشتراک ہونا چاہیے۔ اس کے مقاصد میں خود مختار کاروبار اور پیشہ ورانہ مہارت کے فروغ پر زور دیا جانا چاہیے۔ ہندوستانی وفاق برائے ایوان صنعت و تجارت (Federation of Indian Chamber of Commerce and Industry:FICCI) صنعت کاروں اور سرکردہ اداروں کی شراکت سے ہندوستان کے مختلف مقامات پر قومی علمی کارکردگی کے مراکز کے قیام کے لیے کام کر رہا ہے جس کا مقصد، صنعت اور تعلیمی اداروں کے درمیان تحفظ پسندانہ ماحولیاتی رابطہ قائم کرنا ہے۔

بارہویں منصوبے میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کی حکمت عملی

(Higher Education Growth Strategy in the Twelth Plan)

گیارہویں پنج سالہ منصوبے میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں جو شمولیاتی پہل کی گئی تھی اس کی توسیعی رسائی کو بارہویں منصوبے کے پانچ برسوں میں جاری رکھا جائے گا۔ تاہم اس میں مزید توسیع میں سب سے بڑا خطرہ اس کا ناکافی معیار ہے جس سے اگر ابتدا میں نبٹا نہ گیا تو یہ آگے چل کر اعلیٰ تعلیم کی قدر و قیمت کے بارے میں عوام کے اعتماد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ معیار پر توجہ مرکوز کرے۔ اس پر موثر انداز سے عمل درآمد کرنے کے لیے ایسے ممتاز تعلیمی اداروں کو جو کافی اختراعی ہیں اور جو تعلیمی مواد تیار کر سکتے ہیں، حکومت ان کے معیار کو فروغ دینے پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔

جہاں اعلیٰ تعلیم کے لیے عوامی مالیہ میں اضافہ کرنے کے لیے ایک مضبوط جواز موجود ہے وہیں نہایت بہتر حکمت عملی کے تحت عوامی مالیہ کے بہتر استعمال کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ مثال کے طور پر مرکزی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ مالیہ کو ریاستی حکومت کو اعلیٰ تعلیم کے لیے زیادہ رقومات مختص کرنے کی تحریک پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس کو حکمرانی (Governance) اور تعلیمی اصلاحات سے جوڑا جا سکتا ہے اور تعلیمی اداروں کے لیے جائز ذرائع سے مالیہ اکٹھا کرنے کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنا چاہیے۔ عوامی مالیہ میں مزید اضافہ کے لیے مناسب تعلیمی فیس وصول کرنے اور

حکومت کی ضمانت کے ساتھ قرض حاصل کرنے کی سہولت بھی ان اداروں کو حاصل رہنی چاہیے۔

علم تک رسائی کے لیے یکسانیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ایک موزوں مالیاتی، معاشرتی، معاشی ڈھانچہ تشکیل دیا جانا چاہیے جو طلبہ کو علم تک رسائی کے لیے سہولت بہم پہنچا سکے۔اب وقت آگیا ہے کہ تعلیمی نظام میں اعتماد اور بھروسہ کا اظہار کیا جائے اور تعلیمی نظام بھی خود اپنے آپ میں اعتماد پیدا کرے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے دستیاب مالیہ کی کمی اور اس کے نتیجے کے طور پر بعد میں مزید اہم تخفیف کے باوجود انصاف، مساوی سلوک اور سب کے لیے یکساں مواقع ہونے چاہئیں۔مزید ایک اہم پہلو "کم وسائل سے زیادہ کام" کا مطلب یہ ہے کہ جمہوری اداروں میں معاشرہ کے عام فوائد سے محروم طبقات کے لیے اعلیٰ تعلیم کے راستوں تک رسائی کے راستوں کی نشان دہی کرنی چاہیے۔علم اور خدمات کے شعبوں کی معیشت میں تیز رفتار ترقی کے ساتھ لوگوں کو ان ترقیات میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لیے آراستہ کرنا ضروری ہے اور اسی طرح ان سے وہ فائدہ بھی اٹھائیں۔جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، اعلیٰ تعلیم کے نظام میں بنیادی طور پر مکمل تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔خصوصاً داخلہ اور سب سے اہم معیار کے سلسلے میں اس ضرورت کو پورا کرنے میں ناکامی اور زیادہ شمولیاتی فروغ، ہندوستان کی مستقبل کی معیشت کے امکانات پر اور اس کے شہریوں پر منفی اثر مرتب کرے گا۔

تاہم، دنیا کے کئی ملکوں میں ثانوی تعلیم کے بعد کی تعلیم کی سطح کی کامیابیوں کا حصول ایک خواہش اور ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جس میں علم کی مہارتیں اور صلاحیتیں معاشی ترقی کے لیے اور انفرادی کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔یہی وجہ ہے کہ معلومات کے لیے شدید خواہش پائی جاتی ہے۔افراد، آجرین اور حکومتوں کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہمارے تعلیمی ادارے اور تعلیمی نظام میں کم لاگتی اور لچک دار ذرائع سے موقع اور معیار کی فراہمی کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کے لیے درس و تدریس کے عمل میں اعلیٰ ترین معیارات کس بہتر طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

بارہویں پنج سالہ منصوبے میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ترقی کے مسائل، چنوتیوں اور اصلاح کے لائحہ عمل کی شناخت نہایت اہم ہے اور پالیسی کی منصوبہ سازی کے لیے اور نئے منصوبے میں اصلاح

کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے مواد کی فراہمی بھی بڑی اہم ہے۔ گزشتہ پانچ برسوں میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں کی گئی ترقی، توسیع، شمولیت اور افضلیت کے تناظر میں، میں وائس چانسلر صاحبان وقفے وقفے سے کانفرنسیں منعقد کرتا رہا ہوں اور اسی طرح ان سے معلومات حاصل کرتا رہا ہوں۔ وائس چانسلر صاحبان پر طلبہ کی تربیت اور انھیں معاشرہ کی قیادت کے لیے تیار کرنے کی بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہے۔

معاشرے سے اعلیٰ تعلیم کے رابطہ کو مضبوط بنانا ہندوستان کے لیے ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ ایسے روابط کو تین طریقوں سے فروغ دیا جاسکتا ہے: معاشرہ کے اشتراک سے متعلقہ تحقیقی کام کرنا چاہیے۔

(صنعت، حکومت اور اس کے ساتھ ساتھ غیر منافع بخش اداروں)، پیشہ ورانہ تعلیم کو آجرین کے ساتھ قریبی تعاون استوار کرکے فروغ دینا چاہیے: اہم معاشرتی اور معاشی مسائل کو مرکزی حیثیت دیتے ہوئے تدریسی مواد کو جدید ترین بنانا چاہیے۔ اگر ہم اپنے تعلیمی نظام کی حقیقتاً نشو ونما چاہتے ہیں تو تعلیمی میدان سے متعلق لوگوں کو اپنے طریقوں کی عمل آوری کے لیے پوری آزادی دینی چاہیے۔ اس امید کے ساتھ کہ وہ ملک کے مستقبل کی صورت گری کریں گے۔ اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں صحیح اصلاحات کے نفاذ کے لیے تعلیمی نظام میں زیادہ شفافیت اور جواب دہی ہونی چاہیے جس میں اساتذہ کی جانچ کی طلبہ کو بھی اجازت دی جانی چاہیے۔ جامعاتی نظام سے خیالات کی اُپج ہوتی ہے۔ اگر جامعاتی نظام مضبوط، توانا، تخلیقی اور طاقت ور نہ ہو تو پھر آپ ماضی کے علم کی طرف تنزل کرجائیں گے۔ آپ کے لیے مستقبل کی تخلیق کرنے میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں رہے گا۔ آئیے! آپ اور ہم مل کر اعلیٰ تعلیم کے ڈھانچے میں ایسے ماحول کی تخلیق کے ذریعے بنیادی تبدیلی لائیں جو تعلیمی دنیا میں طلبہ کی منتقلی کی نہایت فراخدلی سے اجازت دیتا ہے اور تعلیمی دنیا کا ایسا ماحول تخلیق کریں جس میں خود اپنا مستقبل آپ سنوارنے کی آزادی ہو۔

شکریہ!